بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹/۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

یوم جمعہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۵۲/۱۷ | ۱۲ شہادت ۱۳۴۲ ہش ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء | نمبر ۸۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۱ اپریل بوقت ۸½ بجے صبح

کل بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پرسوں جیسی ہی رہی۔ حرارت بھی ہو گئی۔ رات کافی بے چینی رہی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت وفادار اور عاجزوں پر رحم کرنیوالا ہے

تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو وہ تم پر رحم فرمائیگا

"مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاویگا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم حیا والا صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائیگی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے تب اس خاص تجلی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا یہی وہ خوارق ہے

غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ ۳۲ و ۳۳)

حضرت سیدہ اُم وسیم احمد صاحبہ کی علالت

ربوہ ۱۱ اپریل۔ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ کی طبیعت ہائی بلڈ پریشر گھبراہٹ اور بے چینی کی وجہ سے بہت ناساز ہے۔ ہاتھ اور پاؤں پر سوزش کی بھی شکایت ہے احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

ضروری اعلان

جو جماعتیں یا مجالس از خود بغیر حصول مشورہ و اجازت نظارت اصلاح و ارشاد مربیوں یا علمائے سلسلہ کے نام مقرر کر کے تربیتی اجتماعات یا جلسوں کے پروگرام شائع کریں گی نظارت اصلاح و ارشاد ان کی اجازت نہیں دے گی۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

سید مبارک علی شاہ صاحب لدھیانوی وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

ربوہ ۱۱ اپریل۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی محترم سید مبارک علی شاہ صاحب لدھیانوی کل مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء بروز چہارشنبہ بوقت دس بجے صبح قریباً ۸۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ۱۹۰۳ء میں بذریعہ خط بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے بعد ازاں ۱۹۰۵ء میں قادیان حاضر ہو کر آپ نے دستی بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔

نماز جنازہ کل بعد نماز مغرب احاطہ مسجد مبارک میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی جس میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ نماز پڑھانے کے بعد حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی (باقی صفحہ ۸)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ اپریل ۶۳ء

کیا قرآن و سنّت کے یقینی علم کے لئے کوئی ذریعہ ہے

جنابؔ "محسن فاروقی" صاحب نے مختلف اہلِ علم حضرات سے مندرجہ ذیل سوالات بذریعہ خطوط پوچھے تھے کہ

(۱) عالم دین اسلام کس کو کہتے ہیں
(۲) پاکستانی مسلمانوں کے کتنے مکتب ہائے فکر ہیں۔

مختلف اہلِ علم حضرات نے پہلے سوال کا جواب دیا ہے مگر دوسرے سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا۔ "محسن فاروقی" صاحب نے مختلف اہلِ علم حضرات کے جوابات ایک مضمون کی صورت میں ہفت روزہ "اقدام" مورخہ ۲/۶۳ میں شائع کیا ہے۔ ذیل میں ہم صرف ایک عالم دین کے جواب کا بڑا حصہ نقل کرتے ہیں:۔

"سب سے پہلے دو اصولی اور بنیادی امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ "اسلام کے اجتماعی نظام" کے بارے میں ریسرچ کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں کس شخص کو اتھارٹی تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ اسلام کا موضوع ان موضوعات کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔ جو محض انسانی ذہن کی پیداوار ہوں اور جن کے بارے میں انسانی افراد ہی کو آخری سند اور اتھارٹی تسلیم کرنا ناگزیر ہو۔ اسلام کا علم الہامی علم ہے اور اس کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے آخری رسول کی سنت ہے۔ یہ دونوں چیزیں اپنی اصلی شکل میں دنیا میں موجود ہیں اور یہی اسلام کے بارے میں سند کا درجہ رکھتی ہیں اس لئے جو شخص بھی اسلام سے متعلق کسی موضوع پر "ریسرچ" کرنے کا داعیہ رکھتا ہو اس کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے ان دونوں سرچشموں کا ان کی اپنی زبان میں بغور مطالعہ کرے۔

اس میں شک نہیں کہ کتاب سنت کے مطالعہ کے بعد بھی یہ ضرورت باقی رہتی ہے کہ مختلف اشخاص کی پیش کردہ کتاب و سنت کی قدیم و جدید تعبیرات کو بھی دیکھا جائے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ ان میں کونسی تعبیر کتاب و سنت کے زیادہ قریب اور مطابق ہے لیکن یہ نازک کام وہی کر سکے گا جو اصل ماخذ کا براہ راست علم رکھتا ہو لیکن جس کے پاس علم نہیں وہ اس معاملے میں جتنی ریسرچ زیادہ کرے گا اور اسلام کی مختلف تعبیرات اور تعبیرات کرنے والوں کی طرف جتنا زیادہ رجوع کرے گا اتنا ہی زیادہ خدشہ اس بات کا ہے کہ اس کی پریشانی اور حیرانی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔

دوسری بات جس کی طرف آپ کو توجہ دلانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی فکری یا عملی نظریہ ایسا نہیں ہو سکتا جس کی تعبیر و تشریح کے بارے میں انبیا کو چھوڑ کر کسی ایک فرد یا افراد کو آخری سند اور اتھارٹی کا مقام حاصل ہو اور نہ یہی ممکن ہے کہ اس نظریے کی توضیح میں افراد کے مابین اختلاف رونما نہ ہو۔ اس معاملے میں بحث اور اختلاف کا دروازہ نہ بند ہو سکتا ہے اور نہ ہونا چاہیئے۔ البتہ جو امر ممکن ہے اور مطلوب ہے وہ صرف یہ ہے کہ مختلف فیہ نکتہ ہائے نظر علمی، عقلی اور استدلالی رنگ میں پیش کیا جاتا رہے۔ اور عامۃ الناس کی اخلاقی تربیت کر کے انہیں آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ جس نظریئے کو چاہیں اپنا لیں۔

جو متعین سوالات آپ نے کئے ہیں ان کا مختصر جواب یہ ہے کہ ایم اے اسلامیات پاس کرنے والوں کی استعداد اور تعلیم و تربیت سے ہم واقف ہیں۔ انہیں اسلام کا عالم نہیں کہا جا سکتا البتہ دیوبند، جامعہ اشرفیہ ندوہ اور اسی طرح کے دینی مدارس سے جو لوگ فارغ ہوتے ہیں انہیں اسلام کا عالم مانا جا سکتا ہے اور ان کے مربح آوردہ علماء کو علم دین کے معاملے میں مستند تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ شیعوں کے مذہب کے عالم وہی لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے شیعہ مذہب کی باقاعدہ تعلیم پائی ہو۔"

(اقدام ۲/۶۳، ص۱)

اس اقتباس میں بہت سی باتیں قابلِ غور ہیں مثلاً:۔

۱۔ اسلام کے بارے میں کسی شخص کو اتھارٹی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اسلام کا موضوع ان موضوعات کی فہرست میں شامل نہیں جو محض انسانی ذہن کی پیداوار ہوں۔ اسلام کا علم الہامی علم ہے۔

۳۔ اس کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے آخری رسول کی سنت ہے۔

۴۔ یہ دونوں چیزیں اپنی اصلی شکل میں دنیا میں موجود ہیں۔

۵۔ کتاب و سنت کے مطالعہ کے بعد بھی ضرورت باقی رہتی ہے کہ مختلف اشخاص کی پیش کردہ قدیم و جدید تعبیرات کو بھی دیکھا جائے اور معلوم کیا جائے کہ قرآن و سنت سے قریب تر تعبیر کونسی ہے۔

۶۔ یہ کام بڑا نازک ہے۔ جس کے پاس علم نہیں ان مختلف تعبیرات سے اس کی پریشانی اور حیرانی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔

۷۔ دنیا میں کوئی فکری یا عملی نظریہ ایسا نہیں ہو سکتا جس کی تعبیر و تشریح کے بارے میں انبیاء کو چھوڑ کر کسی ایک فرد یا افراد کو آخری سند اور اتھارٹی کا مقام حاصل ہو۔

۸۔ یہ ممکن نہیں کہ کسی نظریہ کی توضیح میں افراد کے مابین اختلاف رونما نہ ہو۔

۹۔ جو امر ممکن ہے اور مطلوب ہے وہ صرف یہ ہے کہ مختلف فیہ نکتہ ہائے نظر علمی عقلی اور استدلالی رنگ میں پیش کیا جاتا رہے اور عامۃ الناس کی اخلاقی تربیت کر کے انہیں آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ جس نظریہ کو چاہیں اپنا لیں۔

ان تمام باتوں پر غور فرمائیں چونکہ انبیاء علیہم السلام کی تعبیر کے سوا کوئی سند نہیں ہو سکتی اس لئے اب یہی ممکن ہے کہ قرآن و سنت کا گہرا مطالعہ کیا جائے اور علمی عقلی اور استدلالی طریق اختیار کر کے قرآن و سنت کی تعبیریں کی جائیں اور عامۃ الناس کی اخلاقی تربیت کر کے ہر ایک کو اجازت ہے کہ وہ جس تعبیر پر چاہے عمل کرے۔ یعنی قرآن و سنت جو اللہ تعالیٰ کا واحد یقینی دین ہے اس کو محض ایک علمی عقلی اور استدلالی میدان بنا دیا جائے۔ خواہ مختلف تعبیرات تضاد کی حد تک ہی کیوں نہ پہنچ جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی عین وہ طریق کار ہے جو اسلام کے متعلق دانشمند خود ساختہ مصلحین نے اختیار کیا ہے اور جس کی وجہ سے اسلام میں متضاد فرقے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ طریق کار وہ ہے جس کو ہر زمانہ کے خود ساختہ مصلحین اختیار کرتے چلے آئے ہیں اور جنہوں نے دین کو بازیچۂ اطفال بنا دیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اب اپنے دین کو علمی عقلی اور استدلالی تک و دو اور متذبذب تعبیرات کے سپرد کر دیا ہے یا اس نے قرآن و سنت کی صحیح اور یقینی تعبیر معلوم کرنے کے لئے کوئی اور ذریعہ بھی رکھا ہے۔ اگر اور کوئی ذریعہ نہیں رکھا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ قرآن و سنت بھی کوئی یقینی علم پیش نہیں کرتے اصل چیز انسان کی علمی عقلی اور استدلالی قابلیت ہے۔ اور چونکہ انسانی علم عقل اور استدلال مختلف ہوتے ہیں اس لئے مسلمانوں میں اتحاد عقیدہ اور اتحاد عمل محض ایک خواب ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

جہاں تک قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے "ذکر" کو انبیاء علیہم السلام کی علمی، عقلی اور استدلالی قابلیت پر بھی نہیں چھوڑا اور صاف لفظوں میں فرمایا ہے

انا نحن نزلنا الذکر و
انا لہ لحافظون

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ قرآن کے علاوہ سنّت بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے عمل علی القرآن کا نمونہ ہے۔ جہاں قرآن دین کا نظریہ پیش کرتا ہے سنت اسی نظریہ کی عملی صورت ہے اور دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جب انبیاء علیہم السلام کا یہ حال ہے تو انبیاء علیہم السلام کے پیروؤں کی علمی عقلی اور استدلالی تعبیرات کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔ ہر نبی کے بعد ایسے دانشمند نبی کے متبعین میں سے ہی پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے علمی و عقلی اور استدلالی تعبیرات سے دین کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا۔ آج یہی حالت ان لوگوں نے اسلام کی بھی کر رکھی ہے۔ اور دین کو اپنی اپنی مختلف تعبیرات سے ایک بازیچۂ اطفال بنا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں مختلف اور متضاد العقیدہ فرقے انہی خود ساختہ مصلحین نے پیدا کئے ہیں۔ ان لوگوں کی صرف زبانوں پر ہی قرآن و سنّت کا نام ہوتا ہے اصل میں وہ اپنے علمی عقلی اور استدلالی ڈھکوسلے دین کے نام سے رائج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ قرآن و سنت کو مانتے تو قرآن و سنت کے ان واضح ارشادات پر بھی غور کرتے جو قرآن و سنّت کے یقینی علم کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں پیش کئے ہیں اللہ تعالیٰ تو اپنے رسول کو بھی مخاطب کر کے یہ فرماتا ہے کہ ہم ہی قرآن کی حفاظت کریں گے اور حدیث مجددین میں اس حفاظت کا تعین بھی کر دیا ہے مگر خود ساختہ مصلحین شروع ہی سے مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹا کر اپنی علمی عقلی اور استدلالی بھول بھلیوں میں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اگر مسلمان مجددین کی پیروی کرتے چلے آتے تو آج مسلمانوں میں مختلف مستقل فرقے ہرگز پیدا نہ ہوتے۔ اختلاف آراء الگ چیز ہے۔ مجددین کی پیروی میں ان کی وہی حیثیت ہوتی جو عہد نبوی یا خلفائے راشدین کے دور میں ایک بڑی حد تک رہی ہے مگر خود ساختہ دانشمند مصلحین نے انہیں مجددین کے اتباع سے روک کر گمراہ کئے رکھا ہے۔ مولانا رومؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

(باقی)

دارالافتاء ربوہ

چند سوال اور ان کے جواب

از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ناظم دارالافتاء

سوال - کیا عید کی نماز واجب ہے؟

جواب - عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عید کے لئے عام لوگوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی آئیں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز میں شامل نہ ہوں وہ الگ بیٹھ کر تکبیر و تحمید میں مشغول رہیں عید کی نماز باجماعت ہو سکتی ہے۔ یہ اکیلے جائز نہیں۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھ کر پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہی جائیں۔ امام بلند آواز سے یہ تکبیریں کہے گا اور مقتدی آہستہ آہستہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک بلند کر کے یونہی چھوڑ دیئے جائیں باندھے نہ جائیں۔ جب امام قرأت شروع کرے تو باندھ لئے جائیں۔ پھر دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اسی طرح پانچ تکبیریں کہی جائیں۔ اگر امام یہ تکبیریں نہ کہے اور بھول جائے۔ تو اس غلطی کے تدارک کے لئے سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ عید کی نماز کا وقت صبح سورج اندازاً نیزہ برابر نکل آنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور دوپہر یعنی زوال سے قبل تک رہتا ہے۔ تاہم جلد نماز پڑھنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ عید قربان کی نماز دسویں ذی الحجہ کو پڑھی جاتی ہے۔ اگر اس روز کسی عذر کی وجہ سے نہ پڑھی جا سکے۔ تو دوسرے یا تیسرے دن بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

عید کی نماز کے لئے اذان یا اقامت مشروع نہیں۔ نماز جمعہ کی طرح عید کی نماز میں امام بلند آواز سے قرأت پڑھے گا اور نماز کے بعد خطبہ دیگا یہ خطبہ سننا مقتدیوں کے لئے واجب ہے۔ ورنہ عید کی نماز نہیں ہوگی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ ان دنوں میں تیسرے دن تک تکبیر تحمید کہا کرتے تھے۔ اس کے کلمات مختلف ہیں۔ اصل غرض تکبیر و تحمید ہے خواہ کسی طرح ہو۔ اور اس سے متعلق دستور تھا کہ جب مسلمانوں کے گروہ ایک دوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے۔ اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہتے کام کرتے تو تکبیر کہتے۔ علاوہ ازیں نویں ذی الحجہ کی صبح کی نماز سے لیکر تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر کہنا بھی مسنون ہے۔ اس تکبیر کو تکبیر التشریق کہتے ہیں۔ تکبیر کے عام الفاظ یہ ہیں:۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ
الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر
وللہ الحمد

یہ الفاظ تین بار آہستہ آہستہ یا بلند آواز سے جیسے بھی طبیعت چاہے کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن آواز ضرور نکلنی چاہیئے۔

سوال - کیا قربانی واجب ہے؟

جواب - قربانی سنت مؤکدہ ہے جو شخص صاحب استطاعت ہو اور نصاب زکوٰۃ کے برابر تمام مال رکھتا ہو اسے قربانی دینی چاہیئے چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

عن زید بن ارقم قالوا
یا رسول اللہ ما ھذہ الاضاحی
قال سنۃ ابیکم ابراھیم
قالوا مالنا منھا قال بکل
شعرۃ حسنۃ۔ قالوا ما الصوف
قال بکل شعرۃ من الصوف
حسنۃ (مسند احمد)

یعنی زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں۔ حضور نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی یہ سنت ہے پھر انہوں نے پوچھا ہمیں کیا ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا اس کے ہر بال کے بدلہ میں ایک اخروی نعمت میسر آئیگی۔ اور انسان اس کے فضلوں کا وارث ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من وجد سعۃ
فلم یضح فلا یقربن
مصلانا (ابن ماجہ و مسند احمد)

کہ حضور نے فرمایا جو شخص صاحب استطاعت ہو کر قربانی نہیں کرتا وہ ہمارے ساتھ عید کی نماز میں بھی شامل نہ ہو۔

سوال - کیا جس شخص نے عید الاضحیٰ کے روز قربانی دینی ہے کیا وہ قربانی کے ذبح ہونے تک کچھ نہ کھائے؟

جواب - مستحبات میں سے ہے کہ قربانی سے پہلے کچھ نہ کھایا جائے۔

سوال - قربانی دینے والا شخص چاند دیکھنے کے بعد بال کٹوا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب - جو شخص قربانی دینا چاہے اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ قربانی دینے کے بعد اپنے بال کٹوائے یا حجامت بنوائے اس سے پیشتر حجامت نہیں بنوانی چاہیئے۔
(نیل الاوطار $\frac{112}{5}$) (الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ء)

سوال - اگر تین کمائی کمانے والے ہوں تو ان کو الگ الگ قربانی دینی چاہیئے۔ یا ایک جانور سب کی طرف سے کافی ہے؟

جواب - اگر تین آدمی کمانے والے الگ الگ رہتے ہوں تو پھر ان تینوں کو الگ الگ ہی قربانی دینی چاہیئے۔ اگر تینوں آدمی اپنے والد کے ماتحت رہتے ہوں اور جو کچھ کماتے ہوں تمام کا تمام اپنے والد کو دیتے ہوں تو پھر ان کے والد کی طرف سے قربانی دے دینی کافی ہے۔ دراصل سہولت یہ ہے کہ ایک کنبہ جو ایک گھر میں رہتا ہے۔ اس میں سرپرست کی قربانی سب کی طرف سے کفایت کرتی ہے چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"ایک خاندان کی طرف سے ایک بکری کی قربانی ہو سکتی ہے۔ یہاں خاندان سے تمام دور و نزدیک کے رشتہ دار مراد نہیں بلکہ خاندان کے معنی ایک شخص کے بیوی بچے ہیں اگر کسی شخص کے لڑکے الگ الگ ہیں اور اپنا علیحدہ کماتے ہیں تو ان پر علیحدہ قربانی ہے۔ اگر بیویاں آسودہ ہوں اور اپنے خاوند سے علیحدہ ان کے ذرائع آمد ہوں تو وہ علیحدہ قربانی کر سکتی ہیں۔ بکرے کی قربانی ایک آدمی کے لئے اور گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ ائمہ کا خیال ہے کہ ایک گھر کے لئے ایک حصہ کافی ہے۔ اگر گھر کے سارے آدمی سات حصے ڈال لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور یہ دس گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو سورج غروب ہونے سے پہلے تک ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر سفر ہو یا کوئی اور مشکل ہو تو حضرت صاحب کا بھی اور بعض اور بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ عید کے بعد بقیہ سارے مہینہ میں بھی قربانی ہو سکتی ہے۔"
(الفضل ۱۷ اگست ۱۹۲۲ء)

(نیل الاوطار $\frac{125}{5}$ بدایۃ المجتہد $\frac{349}{1}$)

قربانی کے گوشت کے متعلق یہ حکم ہے کہ یہ صدقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ خود کھائیں دوستوں کو دیں چاہے تو سکھا بھی لیں۔ امیر غریبوں کو دیں۔ غریب امیروں کو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ لیکن محض امیروں کو دینا اسلام کو قطع کرتا ہے اور محض غریبوں کو دینا اور امیروں کو نہ دینا اسلام میں درست نہیں۔ امیروں کے غریبوں اور غریبوں کے امیروں کو دینے سے محبت بڑھتی ہے اور مذہب کی غرض جو محبت پھیلانا ہے پوری ہوتی ہے۔

قربانی کی کھال کسی غریب یا جماعتی ادارہ کو دینی چاہیئے۔ اگر گھر میں رکھے تو ایسی چیز تیار کرائے جس کو عام استعمال کر سکیں۔ کھال کو بیچ کر اس کے پیسے اپنے ذاتی مصرف میں خرچ کرنا درست نہیں۔

قربانی کے جانور میں نقص نہیں ہونا چاہیئے لنگڑا نہ ہو۔ بیمار نہ ہو۔ سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ یعنی سینگ بالکل ہی نہ ٹوٹ گیا ہو۔ اگر خول اوپر سے اتر گیا ہو۔ اور اس کا مغز سلامت ہو تو وہ ہو سکتا ہے۔ کان کٹا نہ ہو۔ لیکن اگر کان زیادہ کٹا ہوا نہ ہو جائز ہے
(الفضل ۱۷ اگست ۱۹۲۲ء)

سوال - بکرے کی عمر قربانی کے لئے کتنی ہونی چاہیئے؟

جواب - قربانی کے جانور کے متعلق حکم ہے کہ دنبہ چھ ماہ کا جائز ہے۔ بکرے بکری کے لئے ضروری ہے کہ وہ پورے ایک سال یا اس سے بڑی عمر کے ہوں۔ گائے کم از کم دو سال کی ہونی چاہیئے۔ چھترا اگر چھ ماہ کا ہو۔ اور اچھا جسیم ہو کہ اگر اسے سال ڈیڑھ سال کی عمر کے چھتروں میں چھوڑا جائے۔ تو ان کے برابر لگے تو وہ بھی قربانی میں جائز ہے۔ بھیڑ کا حکم وہی ہے جو بکرے بکری کا ہے۔

سوال - ایک گائے کے کان میں چیرا دیا ہوا ہے کیا اس کی قربانی جائز ہے؟

جواب - جس جانور کا کان نصف یا نصف سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال - ایک بکرا ایک سال سے دس بارہ روز چھوٹا ہے کیا اس کی قربانی جائز ہے؟

جواب - حدیث میں آتا ہے کہ اس بکرے کی قربانی جائز ہے جو کہ دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہو۔ مگر یہ تو دوسرے سال میں داخل ہونے کی بجائے دس بارہ یوم چھوٹا ہے۔ اس لئے اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

سوال - ایک گائے جس کی عمر دو سال ایک ماہ ہے۔ مگر ابھی تک دو دندی نہیں ہوئی کیا اس کی قربانی جائز ہے۔

جواب - دو سال عمر کی گائے قربانی میں ذبح ہو سکتی ہے۔ اس کا دوندا ہونا کوئی ضروری شرط نہیں۔ بلکہ ایک غالب علامت ہے کہ جو گائے دو سال کی ہو گئی ہو۔ وہ بالعموم دوندی ہو جاتی ہے۔

سوال - ایک گائے دندان نصف ہے یعنی اس کے دو دانت درمیان سے ٹوٹ گئے ہیں ویسے خوب موٹی اور بے عیب ہے اور خاصی قیمت رکھتی ہے کیا یہ گائے قربانی کے لئے جائز ہے؟

جواب - ایسی گائے کی قربانی جائز ہے کیونکہ دراصل جانور کا وہی عیب قربانی کے جواز میں روک بنتا ہے جس کی وجہ سے اس جانور کی قیمت میں خاصی کمی آجائے یعنی منڈی میں اس کی قیمت اس عیب کی وجہ سے بہت کم پڑے۔

والد محترم حکیم مولوی اللہ بخش خان صاحب رضؓ کی زندگی کا ایک ورق

مکرم ثاقب صاحب زیروی ★

"— اللہ بخش بس! اس سے آگے میں حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے خلاف ایک لفظ نہیں سُن سکتا مجھے تم سے بیٹوں کی طرح محبت تھی جو میں اب تک چپ رہا ورنہ یہ دیکھ تیرے فقروں سے میرے سارے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں مسجد والے میرے رازق نہیں ہیں اگر انہوں نے کوئی الزام لگا کر مجھے یہاں سے نکالا تو پھر؟ بس —" اللہ واحدٌ فی السماء وانا واحدٌ فی الجزیرہ "تم دیکھ لو گے میرا خدا مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا —"

یہ تھے زیرہ ضلع فیروز پور میں احمدیت کی تخم ریزی کرنے والے جید گروہ کے سرخیل حضرت مولانا مولوی علی محمد صاحبؓ کے وہ الفاظ جنہوں نے حضرت اباجان (حکیم مولوی اللہ بخش خاں) کے فکر و نظر کے تمام زاویے ہی بدل ڈالے اور وہ شخص جو دن رات اپنے استاد حضرت (مولوی علی محمد صاحب) سے یہ کہا کرتا تھا "مولوی صاحب آپ کس جماعت کے پیچھے لگ گئے ہیں جس کو قدم قدم پر گالیاں ملتی ہیں اور جس کے افراد کے ہر روز منہ سیاہ کئے جاتے ہیں ماشاء اللہ آپ کا ایمان بڑا دقار ہے مسجد سے معقول آمد ہے ہم ایسے زمینداروں کے لڑکے آپ سے علم حاصل کرنا برکت اور سعادت خیال کرتے ہیں دُور دُور تک آپ کا علمی دبدبہ ہے آپ کو نہ جانے اس کتاب میں کیا نظر آ گیا ہے کہ آپ یکسر گم ادھر ہی ہو گئے ہیں" — اب وہی سنجیدگی کے ساتھ اپنے استادِ مکرم کی اس تبدیلیٔ عقیدہ پر غور کرنے لگا تھا اور اس کے دل میں احمدیت کے لئے تجسس و تحقیق کے لئے سچی تڑپ پیدا ہو گئی تھی۔

اس مبارک و مسعود تخم ریزی کی اصل داستان مختصراً یوں ہے کہ ضلع جالندھر کے ایک صحابی میاں جھنڈاؓ دو ایک دفعہ پہلے حضرت مولوی صاحب کو مسیح موعودؑ کے ظہورِ پُرنور کا مژدہ سنانے آئے مگر دونوں دفعہ دھکے دے کر نکال دئے گئے یہاں تک کہ وہ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ کے تیر بہدف علمی نسخہ "آئینہ کمالاتِ اسلام" سے لیس ہو کر آ دھمکے اور ایسی شست باندھ کر تیر چھوڑا کہ عین دل پر لگا اور حضرت مولانا گھائل ہو گئے اور اس کے چند ہی صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد بے ساختہ پکار اُٹھے

"— ہم تو اس شخص کو اب تک حرف فیضی زماں ہی سمجھتے رہے۔ یہ تو امام زماں نکلا۔ اللہ بخش جاؤ اور مسجد کے مدار المہام سے کہہ آؤ کہ اپنی مسجد کے لئے نئے خطیب و پیش امام کا انتظام کر لیں —"

ویران مسجد کی آبادی

اور چند دنوں کے بعد گوجروں کے نمبردار سے انکی ویران مسجد کو آباد کرنے کی اجازت لے کر دو تین شاگرد استادِ مکرم لے کر صحنِ مسجد کو گھاس پھونس سے پاک و صاف کرنے کے لئے جُت گئے گویا یوں بیعت سے بھی پہلے حضرت مولانا اور ان کے ارادتمند علیحدہ نماز ادا کرنے لگے جس کے کچھ دنوں بعد مولاناؓ نے حضرت اباجانؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے بارے میں اپنے رب سے استصواب کرنے کے لئے استخارہ کی تلقین کی جس کے نتیجہ میں آپ نے ایک ایسا واضح و شگاف اور پُرانوار خواب دیکھا کہ دامنِ مسیحؑ سے وابستہ ہو جانے میں کوئی انقباض نہ رہا — اس خواب میں ایک شاندار گھوڑے کے سوار حضرت معاذ بن جبلؓ نے آپ سے مل کر حضرت مولوی صاحب کا پتہ پوچھا اور سیّد ولدِ آدم حضرت محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرہ میں ورودِ مسعود اور پڑاؤ نامی میدان میں بیعت لینے اور بڑے چوک میں جھنڈا گاڑنے کا مژدہ سنایا۔ اتنے میں دو اس سے بھی خوبصورت گھوڑوں پر ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کی سواریاں آ گئیں اباجان نے آقائے دو جہاںؐ کے گھوڑے کے رکاب پکڑ کر بوسہ دیا حضورؐ نے بھی حضرت مولوی صاحب کا پوچھا۔ پھر پڑاؤ میں بیعت ہوئی اور بڑے چوک میں حضورِ پُرنور (صلے اللہ علیہ وسلم) نے خوش بخت سامعین کو اپنے ارشاداتِ مقدسہ سے نوازا (اس خواب کی تمام تفاصیل خود اباجان ہی کے الفاظ میں من وعن ان کی زندگی ہی میں اصحابِ احمد کے مؤلف و مرتب محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے کی خدمت میں [illegible] ارسال کی جا چکی ہیں۔ میں نے یہاں صرف اچٹتے سے اشاروں ہی پر اکتفا کیا ہے)

اس آفتاب عالمتاب (صلے اللہ علیہ وسلم) کا جلوہ دیکھ لینے کے بعد اور حضور کی زبان مبارک سے مسیح موعودؑ کی تائید و صداقت سُن لینے کے بعد تو اشتباہ کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی چنانچہ اباجانؓ کامل انشراح کے ساتھ والے۔ دو ستے قدمے تخنے حضرت مولوی صاحب سے تعاون کرنے لگے۔ اور مغرب و عشاء کے درمیان اور عشاء کے بعد روزانہ مسجد میں تبلیغی مجلس جمنے لگی جس میں بعض اوقات حضرت مولوی صاحب رات کے وقت وعظ و نصائح شروع کرتے تو سپیدیٔ سحر نمودار ہو جاتی۔

اب زیرہ میں چرچا تھا تو احمدیت کا۔ مخالفت تھی تو احمدیت کی اور دلوں میں دبدبا تھا تو احمدیت کے لئے جس نے حضرت مولوی علی محمدؓ ایسے جید عالم کو بھی "حلقہ بگوش" بنا لیا تھا کہ ایک دن تحصیل میں چپڑاسیوں کے ہیڈ حضرت منشی کاکو خاںؓ آئے اور بھری مجلس میں حضرت مولوی صاحبؓ سے اس درد و اعتقاد کے ساتھ مخاطب ہوئے

"— مولوی صاحب کیا واقعی حضرت عیسےٰؑ فوت ہو گئے ہیں۔ کیا آپ اپنے رب کی قسم کھا کر اس دعوے کی گواہی دے سکتے ہیں —"

اس وقت حضرت مولوی صاحب کلام پاک کا وعظ فرما رہے تھے فوراً دائیں ہاتھ میں اس کتاب مقدس کو بلند کر کے فرمایا — "کاکو خاں قسم ہے مجھے اس خدائے پاک کی جس نے یہ زمین و آسمان بنائے ہیں یہ قرآن تو حضرت عیسےٰؑ کو وفات یافتہ ہی ثابت کرتا ہے اور حضرت مرزا صاحب اپنے تمام دعاوی میں صادق ہیں" یہ سنتے ہی منشی کاکو خاںؓ بڑے مسرت آفرین لہجے میں بولے

"تو بھائیو پھر میں تو قادیان جا رہا ہوں بولو میرے ساتھ اور کون کون چلتا ہے۔"

قادیان کو روانگی اور بیعت

اس پر حضرت اباجانؓ اور حاجی محمد دین صاحبؓ کمبو نے معیتِ سفر کی حامی بھری اور احمدیت کے تین عشاق کا یہ قافلہ اپنے نادیدہ محبوب کی زیارت کے لئے ۱۹۰۵ء کے زلزلے والے دن سے دوسرے دن تختگاہ مسیحِ زماں (قادیان دارالامان) کی طرف روانہ ہو گیا۔ قادیان پہنچے تو شوقِ زیارت آنکھوں سے اُمڈا اُمڈا پڑتا تھا۔ ہر بزرگ چہرے میں وہی جھلک تھی ہر روئے روشن میں وہی نور دکھائی دیتا تھا حضرت منشی کاکو خاں اسی لگن میں ہر بزرگ چہرے کو دیکھ کر لپکتے اور پوچھتے کیا آپ امام مہدی ہیں؟ جواب ملتا "نہیں میرے بھائی میں تو اُن کی خاک پا بھی نہیں۔ خدا کا مسیح تو اندر قلمی جہاد میں مصروف ہے" حتیٰ کہ حقیقی امام مہدی مسجد مبارک میں طلوع ہوئے اور ابھی دروازے سے دو قدم بھی نہ چل پائے تھے کہ حضرت منشی کاکو خاں صاحب نے بڑھ کر عرض کیا — "حضور ہماری بیعت لے لیجئے" اس گزارش میں نہ جانے کیا اعتماد تھا کہ حضور نے بھی مزید تجسس و تحقیق کی کوئی تلقین نہ فرمائی اور وہیں بیٹھ کر اپنے عشاق کے ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لے کر ان کی بیعت قبول فرمائی۔ دل مسرتِ ایمان سے چھلک اٹھے آنکھیں خمار نورِ محمدی سے اُبل پڑیں ایسی کہ اباجان کو اپنے مشفق استاد کا تحریری بیعت والا رقعہ بھی پیش کرنا یاد نہ رہا۔ لیکن جونہی وہ حبیب بسیب نگاہوں سے اوجھل ہوا۔ یہ ایمان افروز نظارہ بدلا۔ اباجان کو فرض کی ادائیگی نے جھنجھوڑا فوراً اٹھے اور دروازے پر جا دستک دی خادم باہر آیا — عرض کی "حضرت صاحب تک یہ التجا پہنچا دو کہ ایک لمحے کے لئے باہر تشریف لائیں ایک پیغام دینا ہے۔" خادم اندر سے جواب لایا کہ پیغام اسی کو دے دیا جائے دوبارہ التجا کی "پیغام تحریری ہے اور اس کے متعلق تاکید ہے کہ حضور ہی کے ہاتھ میں دیا جائے۔"

— اللہ رے عشق کے ناز و نیاز ایک ملاقات ہی میں نصیب عشق آسمانوں پر جا پہنچا۔ حضور باہر تشریف لائے سر پہ عمامہ نہ تھا ایک قدم صحنِ مسجد میں تھا تو ایک باہر حضرت اباجانؓ نے تحریری بیعت والا رقعہ پیش کیا حضور نے مطالعہ کے بعد خفیف سے ابتسام کے ساتھ فرمایا

"مولوی صاحب سے کہیں اب وہ غزنوی باغ کی بجائے "احمدی باغ" کی بلبل ہیں اور اللہ تعالےٰ انہیں زیرہ میں بہت جلد ایک مضبوط اور مخلص جماعت دے گا۔"

اور زیرہ کا ہر محلہ۔ ہر گلی بلکہ ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ اس نے اس گمنام سے قصبے کو اپنے مسیحؑ کے ارشاد کے طفیل واقعی ایک مضبوط اور مخلص و بااثر جماعت عطا فرمائی جس کی وہاں اپنی ایک خوبصورت مسجد تھی۔ اپنی عیدگاہ تھی جس میں ہر طبقے حلقے اور سلیقے کے افراد تھے اور قصبے کی میونسپلٹی کے تین مسلمان ممبروں میں سے اکثر دو ممبر انہی ساٹھ گھروں والی جماعت کے ہوتے تھے۔ (مسلسل ختم پر)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں!

میں کن الفاظ میں بیان کروں کہ ابا جان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حضرت مولوی صاحب والا رقعہ پیش کرنے کا یہ واقعہ بار بار کیسی لذت کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔ اور کہ میں نے اپنے آقا یو لاکو منگے سر بھی دیکھا ہے ——— اور یہ بھی کہ جب ہم قادیان سے لوٹے تو ہماری زبانوں میں تاثیر و تاثر کا یہ عالم تھا کہ بس جس سے بھی ذکر قادیان چھیڑا گھائل ہو گیا۔

شاگرد رشید کی لگن

حضرت مولوی صاحب کو لمبی عمر نصیب نہ ہوئی لیکن وہ اپنے شاگرد رشید کے قلب و ذہن میں احمدیت کے ساتھ ایک ایسا عشق اور وارفتگی بھر گئے کہ احمدیت ہی ان کا اوڑھنا بچھونا بن گئی اور اس سے تو یہی زندگی کا سب سے بڑا مطمح نظر ہو کر رہ گیا۔ اور مجھے یاد نہیں کہ زندگی بھر ان سے کسی شخص نے کبھی کسی بھی موضوع پر بات کی ہو اور آپ نے تیسرے یا چوتھے فقرے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ذکر ایمان افروز نہ کر دیا ہو اور شاید یہ اسی تڑپ ہی کا حاصل ہے کہ قصبہ ذیرہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے دریا کے کنارے پر واقعہ ذیرہ فیروز پور اور قصور درجنوں دیہات میں آپ کے ہاتھوں سے احمدیت کی تخم ریزی کرائی اور وہاں مخلص جماعتیں قائم ہوئیں اور انہیں عمر بھر کے لئے ایک ہی لگن۔ ایک ہی تڑپ اور وارفتگی کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس مشن کی تبلیغ و اشاعت کی توفیق عطا فرمائی۔

سادہ انداز تبلیغ

حضرت ابا جانؓ کا انداز تبلیغ آپ کے مزاج کی طرح نہایت سادہ پُر سوز اور دردآمیز ہوتا تھا۔ وہ ہر دوسرے تیسرے مہینے مختلف امراض کے لئے ادویہ کا ایک صندوقچہ سا تیار کر کے سودہ کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور قریہ بہ قریہ دیہہ بہ دیہہ پھر کر بیماران نیت کی خدمت بھی کرتے اور ساتھ کے ساتھ تشنہ روحانیت دنیا تک امام زمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ظہور پُر نور کا مژدۂ جانفزا بھی پہنچاتے لوگوں کو قرآن پڑھاتے۔ اس کا ترجمہ پڑھاتے احادیث نبوی کا درس دیتے اور یوں آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر دلوں میں دین کی چنگاری سلگاتے چلے جاتے تبلیغ کے لئے آپ کا انتخاب بھی عام طور پر انوکھا اور دوسروں سے مختلف ہوتا تھا۔ آپ اکثر ایسے دل اور روحیں منتخب کرتے جن کی تعداد کم ہوتی اور جو دنیا والوں کی نگاہ میں بڑے کم مایہ متصور ہوتے۔ مگر احمدیت کی جلوہ ملتے ہی یہ ذرّے ایسے آفتاب بنتے کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں خیرہ ہو جاتیں اسی طرح کے دو ایک چکروں کے بعد نومبر کی پہلی یا دوسری تاریخ ہی کو پھر گھر سے نکل کھڑے ہوتے

سال کے اس آخری دورے میں زیر تبلیغ دلوں کے استحکام کا جائزہ لیتے۔ اُن کے ذہنوں کے اشتباہ و اشکال کھٹکا تے دور کرتے انہیں جلسہ سالانہ کی برکات ذہن نشین کراتے اور یوں پھرتے پھراتے جب ہفتوں کی مسافت کے بعد دارالامان پہنچتے تو ان کے ساتھ ہر سال پندرہ بیس تازہ واردان کا قافلہ ہوتا جن میں سے اگر آٹھ دس بیعت کر جاتے تو باقی آئندہ سالوں کے لئے کاملاً تیار ہو جاتے اور ان کے دل احمدیت کے متعلق خوش ظنیوں سے بھر جاتے اور یوں ہر سال چراغ سے چراغ جلتا چلا جاتا۔

گھر میں بشمول حضرت والدہ محترمہ آپ نے سب کو قرآن کریم کا ترجمہ خود پڑھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب کا مطالعہ سبقاً سبقاً کروایا۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا اردو عربی فارسی کلام تو کم و بیش تین چوتھائی ازبر تھا بلکہ اردو درثمین کا دو تہائی حصہ تو ہم تینوں بھائیوں کو (جن میں سے مجھ سے بڑے محمد اقبال جو احمدیت کے فدائی تھے اور ۱۸ دسمبر ۱۹۳۲ء کو فوت ہو گئے تھے اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے) میٹرک پاس کرنے سے بھی قبل ازبر تھا اور حضورؑ کے عربی قصیدہ کا شب و روز ورد تو حضرت ابا جان کا روز کا معمول تھا میرے چھوٹے بھائی محمد بشیر سلمہ نے چوتھی جماعت میں ہی قرآن پاک حفظ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اُن کی قرأت میں جاذبیت ہے اس لئے ہمارے بیشتر مقامی جلسے ہمارے اپنے گھر کے ارکان ہی سے ہو جایا کرتے تھے بشیر (سلمہ) تلاوت کرتے میں نظم پڑھتا اور حضرت ابا جانؓ تقریر فرما دیتے ——— سبحان اللہ کیسی خوشگوار ہیں یہ یادیں اور کس قدر ایمان افروز ہے یہ ذکر جس سے زندگی اب تمام عمر کسب سکون و طمانیت کرے گی۔ بھلا اب یہ سراپا توکل و تبلیغ ہستیاں اور احمدیت کی چلتی پھرتی تصویریں کہاں؟

درویش باپ

آپ کو شاید یہ سن کر حیرانی ہو کہ علم دین میں ایسا شغف۔ ورک اور دسترس رکھنے والا میرا درویش باپ دُنیا کے معاملات میں ایسا بے نیاز اور بے تعلق تھا کہ ایک روپے کی ریزگاری گنتے ہوئے بھی اکثر غلطی کھا جایا کرتا تھا بازار والے اُسے جیسا چاہتے گندا سڑا سودا دے دیتے وہ لے آتا اور جتنے پیسے لوٹاتے لیکر گھر آ جاتا بلکہ مجھے خوب یاد ہے ایک دفعہ جب دو چار دن گھر میں مسلسل یہی ذکر سننے میں آیا تو ایک دن بڑی ملائمت سے چھوٹے بھائی (عزیزم محمد بشیر سلمہ) سے دریافت کیا:-

"ابا جان عام زندگی میں تو آپ اچھے بُرے آلوؤں کی پہچان بھی نہیں کر سکتے۔ آپ نے وقت کے امام کو کس طرح پہچان لیا تھا؟

تو آپ نے روایتی تبسم کے بعد فرمایا ——— "بیٹا وہ تو چہرہ ہی ایسا تھا کہ اس پر نگاہ ڈالتے ہی دل کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جاتے تھے" ——— اور یہ کہتے ہوئے حلق رُندھ گیا آنکھیں ڈبڈبا اٹھیں اور ماحول پر ایک ایمان افروز تاثر طاری ہو گیا۔

جو مل جاتا شکر ایزد کے ساتھ کھا لیتے جو میسر آ جاتا الحمد للہ کہہ کر پہن لیتے اور یہ اسی تشکر و توکل ہی کا کرشمہ ہے شاید کہ محدود ذرائع آمد کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہم سب کی سفید پوشی کا نیک بھرم قائم رکھا سلسلہ کی تمام اہم مالیاتی تحریکوں میں حسب خواہش حصہ لینے کی توفیق سے نوازا اور آج تک کبھی بھی ایسی ضرورت یا احتیاج میں مبتلا نہیں کیا جو عزت نفس کے مجروح کرنے کے بعد پوری ہونے والی ہو۔ الحمد للہ۔

اور یہ اسی علیم و برتر کا فضل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی برکت اور حضرت ابا جان کی کوششوں اور دعاؤں کے طفیل بحمد للہ گھر کے تمام فرد ایک دوسرے سے بڑھ کر اسلام اور احمدیت سے دعوئ شیفتگی رکھنے والے ہیں اور اسی نور کو سرمایہ حیات گردانتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ میرا خدا اس نعمت کو ہماری آئندہ نسلوں کے لئے بھی مقدر اور دائمی کر دے۔ آمین!

صحت کا انحطاط

۱۹۵۱ء میں جہاں دوسرے زخم لگے حضرت ابا جان سے اپنا مخصوص حلقۂ تبلیغ بھی چھوٹ گیا اس پر دوسرا یہ ستم کہ اُن کا درویش مزاج اِدھر کی افراتفری میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہ کھپ سکا طبیعت کا یہ ملال اور گھٹن ۱۹۵۵ء میں انحطاط صحت کی صورت میں نمودار ہونے شروع ہوئے ذیابیطس صحت کی چمک دمک کو دیمک بن کر چمٹ گئی اور فدرعنا کی ہر جولانی کو چاٹ گئی لیکن دینی معمولات میں اب بھی کوئی کمی نہ تھی اور ہم بھی دنیا و مافیہا سے بے نیاز ان کی دعاؤں کی مضبوط ڈھال کے سہارے زندگی کے مشاغل کو حسب سابق نباہتے چلے جا رہے تھے کہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں اس مستقل عارضہ میں ذات الجنب کا اضافہ ہو گیا۔ جس کے باعث میں بمشکل ۱۹۶۲ء کے جلسہ سالانہ پر صرف ایک دن کے لئے حاضری دے سکا اور عزیزم محمد بشیر سلمہ کو ان کی خدمت میں حاضر رہنے کے باعث پورے جلسے ہی کی قربانی دینی پڑی۔

یہ پہلا ماہ رمضان تھا کہ آپ نقاہت و انحطاط صحت کے باعث روزے نہ رکھ سکے لہٰذا فدیہ ادا کیا گیا اور اب تو چند ہفتوں سے گفتگو کا یہ رنگ اور انداز تھا کہ اُس سے فراق دائمی کی کرب انگیز پیش خبریاں تراشی جا سکتی تھیں یہاں تک کہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۳ء کو علی الصبح تہجد کے وقت تین بجکر ۲۵ منٹ پر مسیح موعودؑ کا یہ وارفتہ و شیفتہ خادم ہمیں ملال و یاس میں گم سُم چھوڑ کر اپنے حبیب و مقتدا کی جانب پرواز کر گیا

وہ درویش و محبوب باپ جس نے تمام عمر اپنے بیٹوں کے لئے اپنے سے بھی زیادہ عزت و سربلندی کی دعائیں مانگیں۔

نزاع کی کیفیت صرف چند ثانیوں کیلئے ہی طاری ہوئی اتنے مختصر ترین عرصہ کے لئے کہ ہم اپنے سے پندرہ بیس قدم پر رہنے والی چھوٹی ہمشیرہ (عزیزہ حفیظہ سلمہا) کو بھی گھر سے نہ بلوا سکے بس جسم کے بالائی حصہ میں خفیف سے تناؤ کے ساتھ ایک معمولی سی ہچکی لی اور دو لمبے سانس کہ کلمہ طیبہ کے ورد کے دوران مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ نشانی (جو ہمارے لئے لاریب اَن گنت برکتوں اور سعادتوں کی خزانہ تھی) داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے رفیق اعلیٰ کے حضور پہنچ گئی

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

قیمتی امانت

یا اللہ رحم! ابا جان کے سفر آخرت کا ذکر نوک خامہ پہ کیا آیا زندگی کی کایا پلٹ جانے کا نقشہ نگاہوں میں گھوم گیا۔ اپنی دستی بستی دُنیا کے متنزل ہو جانے کا نظارہ ایکبار پھر یاد آ گیا۔ اُن کی دعاؤں سے محرومی اور مسلسل محرومی کا تصور پیاز کی اشک بن بن کہ دامن کو تر کرنے لگا ——— زہے نصیب یہ اشک آنکھوں کو پھر یہ اشک بھی شاید نہ ہوں نصیب رو رو کے تجھکو وقت سفر دیکھتے تو ہیں اور اب آگے لکھنے کا یارا نہیں لہٰذا باقی پھر کبھی! مبادا ضبط کے ٹانکے ٹوٹ جائیں۔ صبر کا پیمانہ چھلک اٹھے۔ احساس کے سوتے پھوٹ بہیں اور دل اشک بن بن کر آنکھوں کے روزنوں سے رسنا اور بہنا شروع ہو جائے۔

الحمد للہ کہ حضرت ابا جان کی قیمتی امانت اور اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت یعنی حضرت والدہ محترمہ کے محبت نواز وجود کے روپ میں ہمارے سروں پہ ہے گویا و فریاس میں حصول تسکین کی ایک آماجگاہ تو موجود ہے۔ میرا خدا میرے ابا جان کو اپنے قرب خاص سے نوازے اعلیٰ ترین درجات و انعامات سے نوازے ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حضرت والدہ محترمہ کی پوری پوری خدمت بجا لانے کے ساتھ ساتھ اس بزرگ و برتر خدا کی رضا و خوشنودی کی راہوں پر قدم مارنے والوں میں رہیں۔ آمین ثم آمین۔

درخواست دعا

میرا ایک مقدمہ زیر سماعت ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی عطا فرمائے۔ (قاضی بشیر احمد وکیل زمین بازار شیخوپورہ)

معاصرین سے

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

(از پیڈیمنٹے بشیر ہی — منقول از نوائے وقت ۷ اپریل ۱۹۶۳ء)

جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کی اہمیت کے پیش نظر مجھے ان کے موقف کو دوبارہ، سہ بارہ جانچنے اور جائزہ لینے کے لئے معذرت خواہ ہونے کی ضرورت نہیں اب حقیقت یہ ہے کہ ہزارہا الفاظ استعمال کرنے کے باوجود جماعت اسلامی اور اس کے قائد، اس سادہ سے سوال کا کوئی اثباتی جواب دینے سے قاصر رہے ہیں کہ انہوں نے تحریک میں کیوں حصہ نہیں لیا؟ "قوم پرست" مسلمانوں کا موقف تو صاف اور غیر مبہم تھا وہ نظریہ پاکستان کو مضرت رساں سمجھتے تھے۔ ان مسلمانوں کو یوں تو مطعون کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کی افادیت کو تسلیم نہیں کیا لیکن ان پر دوغلے پن کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ جو کچھ انہوں نے کہا اور کیا، کھلے طور پر کہا اور کیا۔ جماعت اسلامی کی یہ پوزیشن نہیں۔ جماعت والوں کا موقف یہ ہے کہ انہوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت نہیں کی۔ انہوں نے محض اکھنڈ بھارت اور تقسیم برصغیر کے نظریات کے علاوہ تیسرا متبادل، اسلامی نظام کے قیام کے تصور کی صورت میں پیش کیا۔ اب یہ نکتہ ناقابل فہم ہے کہ پاکستان نہ بننے کی صورت میں وہ اکھنڈ بھارت پر اسلامی نظام کس طرح مسلط کر سکتے تھے۔ کیا ان کے ذہنوں میں انگریزوں کے چلے جانے کے بعد ہندوؤں کو فتح اور زیر کرنے کا منصوبہ تھا؟ کیونکہ ہندوؤں کو مطیع کر لینے اور غلام بنا لینے کے بعد ہی اکھنڈ بھارت میں اسلامی نظام کے چلنے کے امکانات پیدا ہو سکتے تھے اور اگر ان کے ذہنوں میں شیخ چلی جیسا یہ منصوبہ موجود نہ تھا تو پاکستان ہی ان کے پیش کردہ اسلامی نظام کا متحمل ہو سکتا تھا۔ یعنی ان کے اپنے مقصد کے لئے ان پر تحریک پاکستان کی تائید لازمی تھی۔ اس ناقابل تردید حقیقت کے باوجود انہوں نے تحریک کو کامیاب بنانے کی کوئی کوشش نہ کی۔ یعنی اسلامی نظام کے دعوے کے باوجود انہوں نے اس سے کوئی سروکار نہ رکھا کہ تحریک کامیاب ہوتی ہے یا نہیں۔ اس عدم تعاون کی وجہ کیا تھی؟

یہ بہت اہم سوال ہے اور اسے ہر اس مسلمان کو اٹھانا چاہیئے جسے جماعت اسلامی میں شمولیت یا اتفاق و تائید کی دعوت دی جاتی ہے۔ جو جوابات جماعت کے ترجمان خصوصی اور مؤیدین نے دیئے ہیں ان سے نظریاتی اختلاف مترشح نہیں ہوتا بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کبھی نظریہ پاکستان کی مخالفت نہیں۔ تو کیا مولانا اور جماعت کے منفی طرز عمل کی بنا یہ تو نہ تھی کہ تحریک پاکستان کی قیادت قائد اعظمؒ کے ہاتھوں میں تھی اور مولانا مودودی کسی دوسرے کی قیادت کے قائل نہیں؟ مجھے جماعت اسلامی کے سلسلہ عالیہ میں اب بھی قائد اعظم کا مقام کوئی خاص اونچا نظر نہیں آتا اور ان خطوط سے جو مجھے حامیان اور منتقین جماعت سے موصول ہوئے ہیں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ان حلقوں میں تحریک کے دوسرے زعیم عظیم، علامہ اقبال کا بھی کوئی ارفع و اعلیٰ مقام نہیں۔ یہ بھی کچھ کم جائے افسوس نہیں۔ اگر مولانا مودودی کی انانیت پاکستان جیسے عظیم معرکہ اسلام و کفر میں ان کے حصہ لینے میں مانع ہوئی تو اس سے ان کی شخصیت کے ایک ایسے پہلو کی نشاندہی ہوتی ہے جو جمہوری مساوات کے قائل مسلمان کو قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ میں مولانا مودودی کے علم و فضل سے انکار نہیں کرتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کو حریت اور سلطنت کی نعمتوں سے بہرہ ور کرنے کی سعادت اس "مرد قلندر" کو ملی جس کا اثاثہ "دو حرف لا الہ"، پر ایمان اور اٹل کردار کے سوا کچھ نہ تھا۔ علم کی اپنی جگہ ہے لیکن قومی زندگی میں کردار کا مقام اولیٰ ہے۔ سوال یہ ہے کہ پھر کس بنا پر مولانا مودودی قیادت کے دعوے دار ہیں؟

اگر بنا یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام کے قیام کے داعی ہیں تو میں عرض کروں گا کہ یہ دعوت ان کا اجارہ نہیں۔ پاکستان کی کوئی سیاسی جماعت، اسلامی نظام سے منحرف نہیں ہو سکتی۔ کیا مسلم لیگ اس نظام کی داعی نہیں؟ فرق صرف یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام کے قیام کی قائل ہی نہ تھی بلکہ اس نے اس نظام کے اجراء کے لئے پاکستان کی مملکت بھی پیدا کی۔ اس کے برعکس جماعت اسلامی کے انداز عمل سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ وہ اسلامی نظام کے قیام کی اتنی خواہاں نہ تھی ورنہ اس نے اس تحریک سے غفلت نہ برتی ہوتی جس کی کامیابی پر نظام کے قائم ہونے کے امکانات کا انحصار تھا مسلم لیگ کے علاوہ نظام اسلام بھی اسلامی نظام کی داعی ہے۔ وہ جماعتیں جو سوشلزم کی تبلیغ کرتی ہیں وہ بھی اسلام کی تعلیم سے مستفید ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں سیاسی جماعتوں کا یہ رویہ اس بنا پر ہے کہ گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی اسلامی نظام کا مؤید اور حامی ہے۔ تو جہاں تک اسلامی نظام کے قیام کا تعلق ہے پاکستان کا ظہور ہی اس کے لئے ہوا ہے اور اس اعتبار سے جماعت اسلامی کسی منفرد پیغام کی حامل نہیں۔ جو امر جماعت اسلامی کو دوسری سیاسی جماعتوں سے ممیز کرتا ہے وہ مولانا مودودی کی قیادت اور شخصیت ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ ہی نہیں لیا۔ حالانکہ بقول ان کے ترجمان خصوصی کے وہ نظریہ پاکستان کے خلاف نہیں تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اس مجبوری و پابندی سے آزاد تھے جو بعض مسلمان زعماء مثلاً چوہدری محمد علی کو حکومت سے منسلک ہونے کی وجہ سے تھی۔ سب سے بڑھ کر مولانا مودودی میدان سیاست میں موجود تھے اور تحریک پاکستان کی خدمت کے پوری طرح اہل تھے۔ پھر بھی اوبلا کر انہوں نے برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی موت و حیات کی جدوجہد سے تغافل برتا اور پہلو تہی کی! یہ اگر قابل عفو ہو تو ہو لیکن بھولنے کے لائق نہیں۔

میں حب وطن کی اجارہ داری کا قائل نہیں جب خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم تھے تو مدیران جرائد سے ان کی ایک ملاقات کے دوران میں۔ میں نے ان سے برملا عرض کیا تھا کہ "حب وطن اور دانشوری میں اجارہ داری نہیں ہو سکتی"۔ جب تک یہ شے ملک میں عام نہ ہو گی ملک کو چلانے کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک تمام کے تمام لوگ ملک سے اپنے رشتے کو نہ پہچانے اور اس کی خدمت کے جذبے سے سرشار نہ ہوں، ہماری کشتی کنارے ہی نہیں لگے گی۔ ملک کے عوام میں وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا وہ بھی جو ساحل سے تماشہ دیکھتے رہے اور وہ بھی جو کسی وجہ سے تحریک کے مخالف رہے لیکن اب ملک کے وفادار شہری ہیں۔ لیکن جب مولانا مودودی اور ایسے حضرات جنہوں نے نظریہ پاکستان کی مخالفت کی۔ نہ صرف قیادت کے دعویدار بنتے ہیں (دعوے دار بنے ہیں کوئی رکاوٹ نہیں کہ اس کا فیصلہ جمہور کریں گے؟) بلکہ اسلامی نظام کے واحد داعی اور ترجمان بنتے ہیں تو ایسے صاحبوں کا جن کے ایمان قائد اعظم کی قیادت سے مستنیر ہوئے فرض ہو جاتا ہے کہ وہ محرکات پاکستان کی توضیح کریں کہ ان کے ذہن تحریک کے فہم سے بہت ان کے زیادہ روشن ہیں جنہوں نے اس میں حصہ نہیں لیا۔ اگر محبان پاکستان اس فرض سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتے تو وہ خلا نہ پیدا ہوتا جس میں جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کی اس اجارہ داری کی بنیاد پڑ رہی ہے کہ ان کے سوا کوئی اسلامی نظام کا داعی نہیں۔ اگر فدایان تحریک پاکستان اب بھی اس فرض کی طرف رجوع کریں تو اس قسم کی اجارہ داری کا سد باب ہو سکتا ہے۔ لغت کی قادر کی ایک "قول سدید"، کی تاب نہیں لا سکتی۔

خدام الاحمدیہ کی دسویں مرکزی تربیتی کلاس

۱۹ اپریل سے ۳ مئی ۱۹۶۳ء تک جاری رہے گی

جیسا کہ "الفضل" و رسالہ "خالد" اور دیگر مرکزی خطوط کے ذریعہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ امسال مرکزی دسویں تربیتی کلاس انشاء اللہ العزیز ۱۹ اپریل تا ۳ مئی ۱۹۶۳ء ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جو خدام اس میں حصہ لیں گے ان کی رہائش اور دیگر بندوبست کے لئے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ مرکز کو ان کی تعداد کا جلد از جلد علم ہو جائے۔ لیکن ابھی تک بہت کم مجالس کی طرف سے اس کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

جملہ قائدین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف فوری توجہ فرمائیں اور اس کلاس میں شامل ہونے والے خدام کی فہرست جتنی جلد ممکن ہو سکے ارسال فرما دیں۔ ہر مجلس کی طرف سے کم از کم ایک خادم ضرور شریک ہو۔ نیز انتخاب کرتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ صرف ایسے خدام بھجوائے جائیں جو اس کلاس سے استفادہ کے بعد واپس جا کر اپنی مجلس میں تعلیم و تربیت کا کام عمدگی سے سر انجام دے سکیں۔ (مہتمم تعلیم و ذہانت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضور ایدہ اللہ کی طرف سے صدقہ اور اجتماعی دعا

محترم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ چکوال نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیماری کے پیش نظر صدقہ کی تحریک کی۔ مبلغ -/۲۵ روپے جمع ہوئے۔ بکرا نہ ملنے کی وجہ سے مرکز میں رقم بھجوا دی گئی۔ اور اجتماعی طور پر حضور کی صحت کے لئے دعا بھی کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔" (محمد اکبر افضل شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم چکوال ضلع جہلم)

ولادت

بھائی جان فیض احمد صاحب اسلم سول جج مردان کے ہاں مورخہ ۳ اپریل ۱۹۶۳ء کو بعد نماز ظہر فرزند تولد ہوا ہے۔ نومولود چوہدری مبارک علی صاحب کا پوتا اور ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب کا نواسہ ہے۔ تمام احمدی بہن بھائی نومولود کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے دینی اور دنیوی نعمتوں اور نعمتوں سے نوازے اور صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

(نسرین رؤف جماعت احمدیہ کیمل پور)

ضروری اعلان برائے لجنات اماء اللہ لاہور

مورخہ ۱۱ اپریل تا ۲۵ اپریل ۱۹۶۳ء بمقام جودھامل بلڈنگ لاہور لجنات اماء اللہ لاہور کی تربیتی کلاس شروع کی جا رہی ہے جس میں قرآن کریم کے پہلے پارہ کا ترجمہ، کتاب لیکچر لاہور۔ حدیث اور احمدیت کے خصوصی مسائل کی تدریس ہو گی۔ میٹرک تک کے معیار کی لڑکیاں اور خواتین کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اس میں شمولیت اختیار کر کے فائدہ اٹھائیں۔ کلاس کا وقت صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک مقرر کیا گیا ہے

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور)

وصایا

ضروری نوٹ :- (۱) مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں۔ بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو چندہ عام ادا کرتا رہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے۔ کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کر لیں۔

—— اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ ——

مسل نمبر ۱۶۹۲۷ - میں غوث محمد ولد کرم الٰہی صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۸۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء چک ۳/۵۲ احاطہ جواہر والا ڈاکخانہ بھکی تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میرا گزارہ معمولی کاشت ششماہی آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت بذریعہ کاشتکاری ہر دو فصل پر مبلغ ۳۰۰ روپیہ کے قریب ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی فقط الراقم الحروف۔ حافظ محمد عبداللہ ولد شیخ امام الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بھکی ڈاکخانہ خاص تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

العبد۔ غوث محمد ولد کرم الٰہی قوم جٹ سکنہ چک نمبر ۳/۵۲ جواہر والا تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ سید محمد ولد کرم الٰہی قوم جٹ سکنہ چک ۳/۵۲ احاطہ جواہر والا تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ صاحب مرحوم۔ انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ربوہ

مسل نمبر ۱۶۹۲۴ - میں سرداراں بی بی زوجہ چوہدری غوث محمد صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن ۳/۵۲ احاطہ جواہر والا ڈاکخانہ بھکی تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور اس وقت کوئی نہیں ہے۔ حق مہر مبلغ ۲۵۰ روپے جو کہ بذمہ خاوند ہے جو میری ملکیت ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا عوضہ ادا کر کے انجمن سے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط راقم الحروف حافظ محمد عبداللہ ولد شیخ امام الدین صاحب سکرٹری مال انجمن احمدیہ بھکی چک ۳/۵۲ ڈاکخانہ بھکی تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ الامۃ۔ سرداراں بی بی زوجہ چوہدری غوث محمد صاحب احمدی نشان انگوٹھا گواہ شد غوث محمد ولد کرم الٰہی صاحب احمدی ساکن چک ۳/۵۲ احاطہ جواہر والا خاوند موصیہ ڈاکخانہ بھکی ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا

مسل نمبر ۱۶۹۹۳ - میں مہر الدین ولد امام الدین قوم کشمیری پیشہ خادم مسجد ڈسکہ عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن ڈسکہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک رہائشی مکان پختہ واقع موضع بھروکے کلاں جس کی قیمت ۵۰۰ روپیہ ہے۔ اراضی بارانی جس کی قیمت ۵۰۰ روپے ہے۔ کل میزان ایک ہزار روپیہ جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ سالانہ آمد پر ہے جو کہ اس وقت بذریعہ خادم مسجد احمدیہ ڈسکہ مجھے اڑھائی مانی گندم ملتی ہے جس کی قیمت -/۲۲۰ روپے ہے میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ فقط راقم الحروف بشیر احمد صراف ولد میاں اللہ دتہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ڈسکہ۔ العبد:- مہر الدین ولد امام الدین۔ گواہ شد:- چوہدری محمد شفیع ولد چوہدری نظام الدین جٹ سکنہ ڈسکہ کلاں۔ گواہ شد:- مستری نور احمد ولد مستری غلام حسین پرانا ہسپتال ڈسکہ کوٹ۔

مسل نمبر ۱۶۹۹۸ غلام علی ولد قریشی پیراں دتہ صاحب قوم قریشی پیشہ دوکانداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۷ء ساکن لائلپور۔ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲/۶۲ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت اراضی پونے پانچ مرلہ سفید منصور آباد لائلپور میں ہے جس کی قیمت مبلغ -/۱۲۰۰ روپیہ (بارہ صد) ہے جو میری ملکیت ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس کے علاوہ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت بذریعہ دکانداری مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔

العبد:- غلام علی محلہ منصور آباد پتہ جاوید کیپ میکرز گول منشی محلہ مسجد احمدیہ لائلپور۔

گواہ شد:- سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا حال لائلپور۔

گواہ شد:- محمد اشرف ولد صادق علی بیسہ منصور آباد لائلپور جاوید کیپ میکرز گول منشی محلہ مسجد احمدیہ لائلپور۔

درخواست دعا

میری بھانجی عزیزہ زبیدہ طلعت ایبارحمہ ٹائیفائڈ ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ درویشان قادیان و بزرگان سلسلہ عزیزہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں نیز میرے والد ڈاکٹر محمد عبداللہ قلعہ صوبا سنگھ ربوہ کی کامل صحت اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

عاجزہ والدہ زرتشت منیر احمد خاں ربوہ

دعائے مغفرت

میرے والد بزرگوار مسمی میاں اللہ دتہ صاحب مرحوم صحابی جنہوں نے ۱۹۰۳ء میں بیعت کی تھی۔ بعمر ۸۰ سال کچھ عرصہ بیمار رہ کر مورخہ ۵/۲/۶۳ بروز جمعہ کرڈھ ضلع گوجرانوالہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کریم مرحوم کو مرہون رحمت فرما کر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم موصی اور دفتر اول تحریک جدید کے مجاہد تھے مرحوم و مغفور کی میت بذریعہ ٹرک ربوہ پہنچ کر صدر انجمن احمدیہ کے کھلے میدان میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھا کر میت کو کندھا دیا۔ آخر میں قبرستان میں مکرم مولانا قمر الدین صاحب فاضل نے دعا فرمائی۔ جملہ بزرگان سلسلہ و احباب کرام کی خدمت میں مغفرت کے لئے درخواست دعا ہے۔ نوٹ:۔ مرحوم و مغفور کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے ایک سال کے لئے خطبہ الفضل جاری کر دیا گیا ہے۔ محمد اسمٰعیل

پاکستان اور بیرونی ممالک کی بعض اہم خبروں کا خلاصہ

پیکنگ ۱۱ اپریل چینی وزیراعظم چو۔این لائی نے اعلان کیا ہے کہ کوئی کمیونسٹ ملک چین کے خلاف جنگ میں بھارت کی مدد نہیں کرے گا اگر بھارت نے ہماری سرحدوں پر پھر فوج جمع کی تو ہم اپنے دفاع کے لئے ہر قدم اٹھانے میں حق بجانب ہوں گے۔ مسٹر چو۔این۔لائی ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے نمائندے کو انٹرویو دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنے تین گھنٹے کے انٹرویو میں پاکستان اور چین کی دوستی، سرحدی معاہدے پاکستان اور چین کے خلاف بھارت کے پراپیگنڈے اور بھارت کی جارحانہ سرگرمیوں پر تبصرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کو اب بھارت اور پاکستان دونوں کے بارے میں صحیح حقائق کا علم ہو گیا ہے ایک طرف بھارت کی جارحانہ سرگرمیوں سے دنیا کی آنکھیں کھل گئی ہیں تو دوسری طرف ایشیا اور افریقہ کی قوموں کو یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ پاکستان امن پسند ملک ہے۔ چینی وزیراعظم نے کہا کہ جب سے صدر ایوب نے پاکستان کی قیادت سنبھالی ہے۔ چین کے بارے میں پاکستان کا رویہ انتہائی دوستانہ ہو گیا ہے

• ڈھاکہ ۱۱ اپریل۔ وزیر خارجہ پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کل قومی اسمبلی میں اعلان کیا کہ حکومت پاکستان کو امریکہ کی طرف سے کشمیر کو تقسیم کرنے کی کوئی تجویز موصول نہیں ہوئی وزیر خارجہ نے کہا کہ صدر کینیڈی کی پالیسی ساز کمیٹی کے چیئرمین مسٹر والٹر روسٹو نے اپنے حالیہ دورہ پاکستان کے دوران صدر ایوب اور وزیر خارجہ وزیر خزانہ اور دفتر خارجہ کے حکام سے ملاقات کے دوران تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے کوئی تجویز پیش نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر والٹر روسٹو تنازعہ کے بارے میں پاکستان اور بھارت کے نقطہ ہائے نظر سننے کے لئے آئے تھے۔ وزیر خارجہ نے اسمبلی میں یہ بیان اس وقت دیا۔ جب حزب اختلاف کے رہنماؤں سردار بہادر خاں اور مولوی فرید احمد نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ کشمیر کے بارے میں اپنی پالیسی پر ایوان کو اعتماد میں لیں۔

• واشنگٹن ۱۱ اپریل۔ نیٹو ممالک کے دفاع کے لئے اتحادی فوج کے پہلے دستہ کی حیثیت سے برطانوی آبدوزوں میں امریکہ کے پولوس میزائل لگائے جائیں گے۔ اس سلسلے میں امریکہ اور برطانیہ کے درمیان سمجھوتہ کی شرائط کا یہاں اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ معاہدہ دونوں ممالک کے خصوصی نمائندوں نے تیار کیا ہے۔ اس میں ایٹمی دفاعی نظام کے بارے میں اس بیان کا اعادہ کیا گیا ہے۔ جس کی صدر کینیڈی اور وزیراعظم میکملن نے ۲۱ دسمبر کو توثیق کی تھی۔ امریکہ برطانیہ کو پولوس میزائل اور ان کی آزمائش اور چھوڑنے کے لئے مطلوبہ سامان فروخت کرے گا۔ برطانیہ ان میزائلوں کو لے جانے کے لئے آبدوزیں بنائے گا۔ اور ان کے لئے ایٹمی بم لگے ہوئے راکٹ خود فراہم کرے گا۔ ان آبدوزوں کا انتظام برطانوی کنٹرول کے تحت برطانوی عملے کے ہاتھ میں ہوگا اور یہ نیٹو ممالک کے مشترکہ دفاع کے لئے وقف ہوں گے۔

• عمان ۱۱ اپریل۔ دریائے اردن کے سیلاب میں مسافروں سے بھری ہوئی ایک بس غرق ہوگئی اور بس کے بیشتر مسافر ہلاک ہوگئے ان میں ۲۳ فرانسیسی سیاح عورتیں ایک فرانسیسی پادری اور لبنانی ڈرائیور شامل ہے دو فرانسیسی لڑکیاں بچ گئیں۔ اٹھارہ نعشیں مل گئی ہیں۔ باقی کی تلاش جاری ہے۔

محترم سید مبارک علی شاہ صاحب کی وفات

(بقیہ صفحہ ۱)

نے جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جا کر مرحوم کی نعش قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کی گئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے دعا کرائی۔

محترم شاہ صاحب مرحوم نے دو بیٹیاں اور دو بیٹے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے چھوٹے فرزند مکرم سید منیر احمد صاحب باہری واقف زندگی ہیں اور کئی سال تک برما میں مبلغ سلسلہ کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ بعد کو آپ نے وقف جدید کا نظام قائم ہونے پر دفتر وقف جدید میں خدمات انجام دیں۔ آجکل آپ وکالت مال تحریک جدید میں کام کر رہے ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم سید مبارک علی شاہ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ہر طرح ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اراضی گدو بیراج

گدو بیراج میں جو اراضی ۱۵ اپریل سے نیلام ہو رہی ہے یا لمبے پٹہ پر دی جاتی ہے اس کی تفصیل چھپ چکی ہے۔ یہ کتاب مبلغ ۲/۰ روپیہ میں ہر ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے مل سکتی ہے۔

یہ کتاب نظارت زراعت میں بھی موجود ہے اور نقشہ بھی ہے جو دیکھا جا سکتا ہے۔ جو دوست زمین حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اگر دو دو چار چار مل کر کوئی بڑی لاٹ حاصل کرنے کی کوشش کریں تو اس میں انہیں فائدہ ہوگا۔ کیونکہ چھوٹی چھوٹی لاٹوں کی عام طور پر نیلامی میں قیمت بڑھ جاتی ہے۔

(ناظر زراعت)

پاکستان ویسٹرن ریلوے

نوٹس

مغربی پاکستان کی شہریت کے حامل افراد سے پاکستان ویسٹرن ریلوے میں سنیٹری انسپکٹر کی تین اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے (۷۵-۱۵۰ روپے) درخواستیں مطلوب ہیں۔ اس کے علاوہ ایک امیدوار کا نام ویٹنگ لسٹ پر رکھا جائے گا۔

ایک فیصد، ۷ فیصد، ۳۳ فیصد آسامیاں شیڈول کاسٹ۔ مغربی پاکستان کے قبائلی علاقہ اور مشمولہ ریاستوں۔ ریلوے ملازمین کے بیٹوں۔ پوتوں (ددھیال۔ ننھیال دونوں طرف سے) زیر کفالت بھائیوں (ریلوے ملازمین ملازمت میں ہیں۔ ریٹائر یا فوت ہو چکے ہیں) کے لئے مخصوص ہیں۔

نوٹ:- اگر شیڈول کاسٹ اور ریلوے ملازمین کے بیٹوں وغیرہ کی مطلوبہ تعداد اگر نہ مل سکی تو ان کی آسامیوں کی تخصیص ختم کر دی جائے گی۔ اگر مخصوص قبائلی علاقہ اور ریاستوں سے امیدواروں کی مطلوبہ تعداد نہ مل سکی تو مخصوص نشستوں کو حکومت پاکستان کے محکمہ امور قبائلی علاقہ کے نامزد کردہ افراد کے ذریعہ پوری کیا جائے گا۔

۱۱- امیدوار مغربی پاکستان کے باشندے ہوں یا پاکستان کے ساتھ مشمولہ ریاستوں یا ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان میں درخواست دینے سے ایک سال قبل آباد ہو گئے ہوں۔

۲- قابلیت:-

امیدوار (۱) سینیٹیشن اینڈ پبلک ہیلتھ کا منظور شدہ ٹریننگ کورس کر چکے ہوں۔ ۱۱- ان کے پاس منظور شدہ اتھارٹی کا سرٹیفکیٹ ہو جو بطور سینیٹری انسپکٹر کام کر چکے ہوں انہیں ترجیح دی جائے گی اینٹی ملیریا کے کام کا علم زائد قابلیت تصور ہو گا۔

ٹیسٹ کے لئے بلائے جانے والے امیدواروں کو سینیٹیشن اور انگریزی ڈکٹیشن کا ٹیسٹ دینا ہو گا۔

۳- تنخواہ:- ۷۵ روپے ماہوار سکیل ۷۵-۵-۱۰۰-EB-۵-۱۵۰ روپے معہ مہنگائی و دیگر الاؤنسز

۴- عمر:- ۳۱- مئی کو ۱۸ اور تیس سال کے درمیان ہو۔

۵- درخواستیں دینے کا طریق کار:- درخواستیں مجوزہ فارموں پر اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیں۔ یہ فارم پی ڈبلیو ریلوے کے بڑے اسٹیشنوں سے بعوض ایک روپیہ فی فارم دستیاب ہو سکتے ہیں۔ سرکاری/ریلوے ملازمین کی صورت میں درخواستیں ان کے اداروں کے سربراہوں کی وساطت سے ان پر طبع شدہ ہدایات کے مطابق پُر کر کے آنی چاہئیں۔

۶- خاص مراعات:- برائے امیدواران (۱) شیڈولڈ کاسٹ (۱۱) مغربی پاکستان کے قبائلی علاقہ معہ مشمولہ ریاستوں (۱۱۱) آزاد کشمیر کے مستقل باشندگان۔ علاقہ گلگت ایجنسی بلتستان اور جموں و کشمیر کے باشندگان جو ہجرت کر کے پاکستان کے کسی علاقہ میں آباد ہو گئے ہوں۔ (۱۷) مغربی پاکستان کے علاقہ ما سوائے ضلع ڈیرہ غازیخان سے درخواست فارم کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے ۲۵ پیسے لی جائے گی۔

۷- درخواستیں معہ مصدقہ نقول اسناد ڈپٹی جنرل مینجر (پرسانل) پی ڈبلیو ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس ایمپریس روڈ لاہور کے پاس ۱۳ مئی ۶۳ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

انٹرویو یا ٹیسٹ کے لئے آنے والے امیدواروں کو کوئی سفر خرچ یا دیگر اخراجات نہیں دیئے جائیں گے۔

جنرل مینیجر (پرسانل)

• ڈھاکہ ۱۱ اپریل وزیر خزانہ محمد شعیب نے کل قومی اسمبلی میں بتایا کہ ملازمتوں اور تنخواہ کے کمیشن کی رپورٹ مناسب وقت آنے پر شائع کر دی جائے گی۔ ایک سوال پر وزیر خزانہ نے کہا کہ ملازمتوں کی تنظیم نو کے متعلق کمیشن کی سفارشات کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور ان پر کوئی تبصرہ قبل از وقت ہو گا وزیر خزانہ نے کہا کہ تمام اعلیٰ سروسوں کے افسروں کے لئے تنخواہوں کے یکساں سکیل کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔

• کوئٹہ ۱۱ اپریل معلوم ہوا ہے کہ کوئٹہ ڈویژن کے ایڈیشنل کمشنر فرید اللہ شاہ کو قلات ڈویژن کا کمشنر مقرر کیا گیا ہے آپ آج مستونگ میں مسٹر عبدالرشید سے اپنے عہدہ کا چارج لے رہے ہیں جو حج کے لئے جا رہے ہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴